بی اے سال اول

احوال شعرا

پرچہ اول

عالمی ادب کی مختصر تاریخ میں بھی دور تا تاریہ کے مشہور فارسی شاعر خواجہ حافظ شیرازی کا نام کئی اعتبار سے سرفہرست ہے۔

حافظ شیرازی کے آباواجداد مضافات اصفہان کے رہنے والے تھے جو اتابکان شیراز کے عہد میں یہاں آئے اور شیراز میں ہی مستقل سکونت اختیار کرلی۔ حافظ کے والد کا نام محمد بہاء الدین تھا اور وہ ایک کامیاب تاجر تھے۔ خواجہ حافظ کا پورا نام حافظ محمد بہاء الدین ہے۔ وہ آٹھویں صدی کے اوائل میں یعنی ۷۲۶ھ کے آس پاس شیراز میں پیدا ہوئے۔ والد کے انتقال کے بعد دو بڑے بھائیوں نے تمام سرمایہ برباد کردیا مجبوراً خواجہ حافظ کو ایک نانبائی کی دکان پر خمیر گری کا کام بھی کرنا پڑا، عالم افلاس میں ہی مادر محترم کے زیر سایہ پروان چڑھتے ہوئے خواجہ حافظ نے قرآن مجید بھی حفظ کیا اور محلہ کے مکتب میں ابتدائی تعلیم بھی حاصل کی۔

خواجہ حافظ کے پڑوس میں ایک بزاز کے یہاں شعروسخن کے چرچے ہوا کرتے تھے۔ حافظ شیرازی اسی صحبت میں بیٹھنے لگے یہیں سے ان کی شاعری کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں محض بے تکی شاعری کیا کرتے تھے مگر بابا افضل کوہی کی تربت مقدس پر حاضری کے بعد ان کی دنیا ہی بدل گئی اور یہی بے تکا شاعر نہایت پرتاثیر کلام نظم کرنے لگا اور ایسا پرتاثیر اور شیریں گفتار شاعر بن گیا کہ ایران ہی کیا پوری دنیائے مشرق آج تک اس کی شاعری کا

خواجہ حافظ شیرازی ایران کے ان خوش قسمت شاعروں میں سے ہیں

جنہوں نے مختلف سلاطین شیراز کا زمانہ دیکھا، شاہ ابواسحاق انجو، شاہ فارس و شیراز محمد

مظفر شاہ شجاع اور زین العابدین کی قدردانیوں سے بھی مستفیض ہوئے اور انہیں اپنی زندگی

میں ہی عالمگیر شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی۔

سلطان احمد شاہ بغداد، سلطان محمود شاہ بہمن دکن اور سلطان غیاث الدین بنگالہ

جیسے حکمرانوں نے انہیں بار بار آنے کی دعوت دی، لیکن خواجہ حافظ نے صرف اپنے کلام

سے ان شاہان وقت کی قدر افزائی کی، خود سرزمین شیراز سے باہر کبھی نہیں گئے۔

"خزانہ عامرہ" کی روایت ہے کہ خواجہ حافظؔ کے ایک صاحبزادے شاہ نعمان

ہندستان آئے، برہان پور میں مقیم رہے اور اسیر گڈھ میں مدفون ہوئے، لیکن خواجہ حافظؔ

نے بذات خود کبھی شیراز کی سرزمین سے جدا ہونا پسند نہیں کیا یہاں تک کہ ۷۹۱ھ مطابق

۱۳۹۸ء میں انہوں نے شیراز میں ہی وفات پائی اور اپنی پسندیدہ تفریح گاہ مصلی کی خاک

میں مدفون ہوئے جسے ان کی آخری آرام گاہ کی مناسبت سے حافظیہ کہا جاتا ہے۔

خواجہ حافظؔ کے کلام میں اخوت و محبت اور روحانی بصیرت کا جو پیغام ملتا ہے وہ

لازوال ہے۔ ان کی شاعری میں تصوف کا عنصر شامل ہونے کی وجہ سے اس میں انسان

دوستی اور مذہبی رواداری کا عظیم درس پایا جاتا ہے۔ بقول ابراہیم بہنام ان کی شاعری سدا

بہار ہے اور ان کا کلام ایسا شاندار اور جاندار کہ وہ گزشتہ کل بھی مقبول تھا اور آئندہ کل بھی

شوق و ذوق اور انہماک کے ساتھ پڑھا جاتا رہے گا اور شہریار کے الفاظ میں۔

Scanned with CamScanner

تا جہان باقی و آئین محبت باقی است

شعر حافظ ہمہ جا وِرد زبان خواہد بود

خواجہ حافظ نے شیراز کے متعدد فرمانرواؤں کے بیان میں قصائد بھی لکھے ہیں اور مثنویاں بھی نظم کی ہیں جن میں صفائی، لطافت اور زورِ بیان پر توجہ صرف کی گئی ہے، لیکن خواجہ حافظ کا اصل میدان ان کی غزل گوئی ہے۔ انہوں نے کمال ایجاز کے ساتھ عاشقانہ اور عارفانہ مضامین قلم بند کئے ہیں۔ خواجہ حافظ کا کمال ہے کہ ان کے یہاں مولانا روم کا حکمت والا اور سعدی شیرازی کا درسِ عشق دونوں ہی ساتھ ساتھ اور نہایت متوازن انداز میں نظم ہوتا چلا گیا ہے۔ ان کا کلام محاسن زبان و بیان کا مرقع ہے۔ تراکیب الفاظ، معانی آفرینی اور دل آویزی میں حافظ شیرازی کا کلام از اول تا آخر منفرد ہے۔

حافظ کے کلام میں صنعت گری بھی ہے اور حسن کاری بھی، حروف و الفاظ کے صوتی اثرات ایک خاص کیفیت پیدا کرتے ہیں، ان کا آہنگ مضامین و معانی کے مطابق ہوتا ہے۔ انہوں نے غزل کے فن کو اس طرح معراج کمال تک پہونچا کہ اس سے بلند تر مقام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ حافظ شیرازی کا دیوان غزل میں حرف آخر ہے۔ اسی مناسبت سے انہیں ''ایشیائی غزل کا تاجدار'' کہا گیا ہے۔

عالمی ادب ہو یا ایرانی ادب خواجہ حافظ شیرازی کا مرتبہ اپنی جگہ مسلم ہے۔ مغرب میں بھی کلام حافظ کی مقبولیت کا عجب عالم رہا ہے، مشہور جرمنی شاعر ''گوئٹے'' نے دیوان حافظ کے زیر اثر اپنا جو شعری مجموعہ تیار کیا ہے وہ اس دعوے کا زندہ ثبوت ہے۔ حافظ شیراز نہ صرف مشرق والوں کے یہاں مقبول رہے بلکہ اہل مغرب میں بھی